Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 35, Sr.No.97, 2014, pp 43 - 62

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۵، اکتوبر۔ دسمبر ۲۰۱۴ء، شمارہ ۹۷

سیرت طیبہ کا ایک اہم ماخذ: کتبِ انساب

مدثر حمید☆

Abstract:

There is a large number of books in the biography of the Holy Prophet (Peace Be Upon Him). These are very usefule and independent books for anyone who wants to study the Seerah of the Holy Prophet (PBUH). In this article, the researcher has made his topic the books of genealogy as an outlet and source to view the biography of the Holy Prophet (PBUH). This topic is very useful and intersting, rare and unique. This is because the scholars wrote many books on the subject of genealogy art. In these books there is a lot of material about the Holy Prophet's biography. Because the Holy Prophet (PBUH)was an Arab, his family and tribe were Arabs. The researcher have been mentioned in all those books written on this subject of genealogy.

The researcher, has in this research, introduced to the books which were compiled in the art of genealogy. The number of these books exceeds forty. The researcher has also discussed eight of these books with detail.

Researcher has demonstrated that the genealogical books are of great importance and there is found rare information in these books. No doubt these books are worthy of reading, study and research

محققین کا خیال ہے کہ انساب کے بارے میں سب سے پہلے مشہور محدث محمد بن مسلم بن شہاب زہری (م ۱۲۵ھ/۷۲۲ء) نے قلم اٹھایا۔ اس نے اپنی قوم کے نسب کے بارے میں کتاب لکھنا شروع کی لیکن مکمل نہ کر سکا۔(۱) پھر ابوالیقظان سحیم بن حفص الاخباری

☆ لیکچرار، گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین، کوپر روڈ، لاہور

(م۱۹۰ھ/۸۰۶ء) نے کئی کتابیں لکھیں جن میں کتاب ''النسب الکبیر'' اور ''نسب خندف واخبارھا'' مشہور ہیں۔ بعدازاں مؤرج بن عمر السدوسی (م۱۹۵ھ/۸۱۱ء) فن انساب میں بہت مشہور ہوا اور اس نے ایک کتاب ''حذف من نسب قریش'' اور دوسری ''جماهیر القبائل'' لکھی۔(۲)

جس شخص نے علم الانساب کو با قاعدہ ضبط کیا اور اسے ایک علم وفن کی حیثیت سے روشناس کرایا وہ امام نسابین، هشام بن محمد بن السائب الکلبی (م۲۰۴ھ/۸۱۹ء) ہیں۔ انہوں نے اس فن پر پانچ کتابیں: المنزلة ، الجمهرة ، الوجیز، الفرید ، الملوکی تحریر کیں۔ ابن کلبی کے بعد انساب میں تالیف کا با قاعدہ سلسلہ شروع ہوگیا اور اس کی تقلید میں علماء کے ایک گروہ نے اس فن پر کتابیں تصنیف کیں۔ اس سلسلے کی ایک اہم کتاب ابو عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب الزبیری (م۲۳۶ھ/۸۵۱ء) کی ''کتاب نسب قریش'' ہے جو دار المعارف مصر سے ۱۹۵۳ء میں شائع ہوچکی ہے۔ (۳) مطلق نسب کے بارے میں ایک اہم کتاب ''اقتباس الانوار'' ہے جو ابو محمد عبداللہ بن علی بن عبداللہ اللخمی الاندلسی الرشاطی (م۵۴۲ھ/۱۱۴۷ء) نے تالیف کی۔ حاجی خلیفہ کے قول کے مطابق یہ انساب کے موضوع پر قدیم کتابوں میں سے ہے۔(۴) اس کا ایک مختصر قلمی نسخہ مکتبہ الازھر میں موجود ہے جو ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن الاشبیلی نے تیار کیا۔ اسی طرح مجد الدین اسماعیل بن ابراهیم البلبیسی (م۸۰۲ھ/۱۳۹۹ء) نے بھی اس کا خلاصہ تیار کیا جس کا نام ''القبس'' رکھا(۵)، پھر اس خلاصے اور ابن الاثیر (م۶۳۰ھ/۱۲۳۴ء) کی ''اللباب'' کو اکٹھا کر دیا۔

اس کتاب کے خطبہ میں مؤلف نے بایں الفاظ وضاحت کی ہے: ''وبعد ، فإنی لما اختصرت کتاب أبی محمد الرشاطی وسمیته ''القبس'' واستعنت علی ضبط بعض الأسماء وأکثر الأنساب بکتاب ''اللباب'' لأبی الحسن ابن الاثیر الجزری رحمهما الله ووجدتهما قد اجتمعا علی تراجم ، وانفرد کل منهما بآخر ......'' (پس جب میں نے ابو محمد الرشاطی کی کتاب کو مختصر کیا اور اس کا نام ''القبس'' رکھا تو میں نے بعض ناموں اور اکثر انساب کو درست کرنے میں ابن اثیر کی کتاب ''اللباب'' سے مدد لی اور میں نے دونوں حضرات کو کچھ تراجم پر متفق پایا اور کچھ تراجم میں دونوں ایک دوسرے سے منفرد ہیں)۔

مذکورہ بالا دونوں کتابیں فن انساب میں مستند اور معتمد علیہ مرجع ہیں۔فن انساب کا ایک خاص پہلو مختلف قبائل وانساب کی باہمی مماثلت واختلاف اور اشتباہ بھی ہے۔اس خاص پہلو کے لحاظ سے فنِ انساب پر سب سے پہلی کتاب جسے قرار دیا جا سکتا ہے وہ محمد بن حبیب البغدادی (م۲۴۵ھ/۸۶۰ء) کی کتاب ''مختلف القبائل ومؤتلفها'' (٦) ہے۔اس کے بعد حافظ عبدالغنی بن سعید الازدی المصری (م۴۰۹ھ/۱۰۱۴ء) نے اپنی کتاب ''مشتبه النسبة'' لکھی۔یہ کتاب بھی ابن حبیب کی کتاب کی طرح فنِ انساب کی خاص قسم کے بارے میں ہے۔بعدازاں حافظ محمد طاہر المقدسی (م۵۰۷ھ/۱۱۱۲ء) نے ''الانساب المتفقة فی الخط المتماثلة فی النقط'' لکھی اور یہ بھی فن انساب کے ایک خاص پہلو سے متعلق ہے۔(۷)

جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ علم الانساب کا دروازہ سب سے پہلے جس شخص نے کھولا اور اس علم کی باقاعدہ تدوین کی وہ امام نسابہ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی (م۲۰۴ھ/۸۱۹ء) ہیں۔انہوں نے اس علم کے بارے میں پانچ کتابیں تصنیف کیں۔اور ابن الکلبی کی ان تالیفات کے بعد انساب میں تالیف کا سلسلہ شروع ہوگیا۔چنانچہ ہم ان علماء کی ایک طویل فہرست دیکھتے ہیں جنہوں نے انساب کے موضوع پر قلم اٹھایا۔مندرجہ ذیل سطور میں ہم اہم کتب انساب کا تاریخی ترتیب سے ذکر کریں گے۔بعدازاں ان میں سے چند اہم و بنیادی کتب کا تفصیلی تعارف پیش کیا جائے گا۔

۱۔ حذف من نسب قریش : أبو فید ، مؤرج بن عمرو الحارث السدوسی (م۱۹۵ھ)۔(۸)

۲۔ جمهرة الانساب : ابو المنذر، هشام بن محمد ابن السائب الکلبی (م۲۰۴ھ)۔(۹)

۳۔ انساب حمیر وملوکها : عبدالملک بن هشام ، صاحب السیرة النبویة (م۲۱۳ھ)۔(۱۰)

۴۔ کتاب نسب قریش : ابو عبدالله المصعب بن عبدالله (م۲۳۶ھ)۔(۱۱)

۵۔ مختلف القبائل و مؤتلفها : ابو جعفر محمد بن حبیب البغدادی (م۲۴۵ھ)۔(۱۲)

۶۔ نسب قریش و اخبارها : ابو عبدالله زبیر بن بکار القرشی

(م ۲۵۶ھ)۔(۱۳)

۷۔ أنساب الأشراف : أبو الحسن أحمد بن يحى البلاذرى (م ۲۷۹ھ)۔(۱۴)

۸۔ نسب عدنان و قحطان : ابو العباس محمد بن يزيد المبرد النحوى (م ۲۸۵ھ)۔(۱۵)

۹۔ الإكليل فى أنساب حمير وأيام ملوكها : ابو محمد حسن بن احمد بن يعقوب الهمدانى اليمنى (م ۳۳۴ھ)۔

ہمدانی کی ''الاکلیل'' ایک ضخیم ومفید کتاب ہے۔ یہ دس جلدوں پر مشتمل ہے اور دس مختلف فنون پر بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کے اندر طبیعات و نجوم کے بارے میں بھی بہت معلومات ہیں اور لوگوں کی مختلف نسلوں اور عمروں کے بارے میں بھی وسیع ومفید معلومات موجود ہیں۔(۱۶)

۱۰۔ الانساب: قاسم بن أصبح بن محمد بن يوسف البيانى القرطبى (م ۳۴۰ھ)۔(۱۷)

۱۱۔ نسب بنى عبدالشمس: ابو الفرج على بن حسين الاصبهانى (م ۳۵۶ھ)۔(۱۸)

۱۲۔ انساب الطالبيين والعلويين القادمين إلى المغرب : امير المؤمنين المستنصر بالله الحكم الاموى (م ۳۶۶ھ)۔(۱۹)

۱۳۔ جمهرة انساب العرب: ابو محمد على بن احمد ، ابن حزم (م ۴۵۶ھ)۔(۲۰)

۱۴۔ القصد والأمم إلى أنساب العرب والعجم : ابن عبدالبر ، يوسف بن عبدالله القرطبى (م ۴۶۳ھ)۔(۲۱)

۱۵۔ الانسابُ المتّفقةُ فى الخطِ المتماثلةُ فى النُّقَطِ والضَّبْط : ابو الفضل محمد بن محمد بن على المقدسى الشيبانى ، المعروف بابن القيسرانى (م ۵۰۷ھ/۱۱۱۳ء)(۲۲)۔

۱۶۔ انساب الرشاطى: ابومحمد عبدالله بن على اللخمى المعروف بالرشاطى (م ۵۴۲ھ/۱۱۴۷ء)۔ اس کتاب کا اصل نام: ''اقتباس الانوار والتماس الازهار فى أنساب

الصحابة و رواة الآثار '' ہے۔ یہ انساب کی قدیم کتابوں میں سے ہے۔ مجد الدین اسماعیل بن ابراهیم البلبیسی (م۸۰۲ھ/۱۳۹۹ء) نے اس کا خلاصہ لکھا اور ابن اثیر نے انساب سمعانی پر اضافات لکھتے وقت اس سے استفادہ کیا اور اس کا نام ''القبس'' رکھا۔(۲۳)

۱۷۔ الانساب: ابو محمد الحسن بن علی المعروف ، القاضی المهذب (م۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء)۔ بیس جلدوں پر مشتمل انساب کے بارے میں ایک ضخیم کتاب ہے۔(۲۴)

۱۸۔ الانساب: ابو سعد عبدالکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی (م۵۶۲ھ/۱۱۶۷ء)(۲۵)۔

۱۹۔ الجوهرة فی نسب النبی صلی الله علیه وسلم وأصحابه العشرة : کمال الدین عبدالرحمن بن محمد الانباری (م۵۷۷ھ/۱۱۸۱ء)(۲۶)۔

۲۰۔ انساب المحدثین : ابو موسی بن عمر الاصفهانی (م ۵۸۱ھ/ ۱۱۸۵ء)(۲۷)۔

۲۱۔ الفیصل فی مشتبه النسبة: زین الدین، ابوبکر، محمد بن موسی الحازمی (م۵۸۴ھ/۱۱۸۸ء)۔(۲۸)

۲۲۔ تاج الانساب: ابو علی محمد بن اسعد بن علی بن معمر العبیدی العلوی الجوانی (م۵۸۸ھ/۱۱۹۲ء)۔(۲۹)

۲۳۔ اللباب فی معرفة الانساب : شهاب الدین احمد بن محمد بن ابراهیم الاشعری (م۶۰۰ھ/۱۲۰۳ء)۔

اس کتاب میں پانچویں صدی ہجری تک تحریر کی گئی کئی کتابوں کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ مؤلف نے فن انساب پر لکھی گئی کتب کی ایک فہرست نقل کرنے کے بعد کہا ہے: ''قد استخرجت من هذه کتاباً مختصراً سمّیته "التعریف بالأنساب " توسطت فیه بین الإکثار والإقلال ، ثم عملت اللباب اذکر فیه امهات القبائل وبطونها وجعلته مدخلاً إلی علم النسب''۔(میں نے ان کتب کا خلاصہ کر کے ایک مختصر کتاب ''التعریف بالأنساب'' کے نام سے تحریر کی جس میں کثرت وقلت معلومات کے سلسلے میں اعتدال کی راہ اختیار کی۔ پھر میں نے ''اللباب'' لکھی جس میں قبائل کے اصول و فروع ذکر کئے اور اس کتاب کو علم نسب کا مدخل بنایا)۔(۳۰)

۲۴۔ اللباب فی تهذیب الانساب : عز الدین ابن الاثیر الجزری (م۶۳۰ھ/۱۲۳۳ء)۔(۳۱)

۲۵۔ ذیل انساب المحدثین: حافظ محب الدین محمد بن محمود بن النجار البغدادی (م۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء)۔(۳۲)

۲۶۔ شجرة فی انساب العرب : ابو یحی محمد بن رضوان النمیری الوادی الآشی (م۶۵۷ھ/۱۲۵۹ء)۔(۳۳)

۲۷۔ نسب القطب النبوی والشریف العلوی: شهاب الدین ، ابو العباس ، السید احمد بن علی بن ابراهیم البدوی (م۶۷۵ھ/۱۲۷۶ء)۔(۳۴)

۲۸۔ بغیة ذوی الهمم فی التعریف بانساب العرب والعجم: الملک الافضل عباس بن الملک المجاهد علی ، صاحب الیمن (م۷۷۸ھ/۱۳۷۶ء)۔(۳۵)

۲۹۔ تلخیص انساب الرشاطی :مجد الدین اسماعیل بن ابراهیم البلبیسی (م۸۰۲ھ/۱۳۹۹ء)۔(۳۶)

۳۰۔ نهایة الأرب فی معرفة انساب العرب: ابو العباس احمد بن علی القلقشندی (م۸۲۱ھ/۱۴۱۸ء)۔(۳۷)

۳۱۔ عمدة الطالب فی نسب آل ابی طالب : الشریف جمال الدین احمد بن عنبه (م۸۲۸ھ/۱۴۲۵ء)۔(۳۸)

۳۲۔ تلخیص انساب السمعانی : القاضی قطب الدین محمد بن محمد الخیضری الشافعی (م۸۹۴ھ/۱۴۸۹ء)۔

خیضری نے اس تلخیص میں ابن اثیر کی اللباب اور انساب الرشاطی سے عمدہ اضافے کئے اور اس کتاب کا نام ''الاکتساب'' رکھا۔(۳۹)

۳۳۔ رسالة فی انساب القبائل التی سکنت مدینة زبید بالیمن: محمد بن علی، جمال الدین القرشی الدهجن (م۸۹۵ھ/۱۴۹۰ء)۔(۴۰)

۳۴۔ لب اللباب فی تحریر الانساب : جلال الدین عبدالرحمن السیوطی (م۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء)۔

سیوطی نے ابن الاثیر کی ''اللباب'' کا خلاصہ لکھا اور کچھ اضافے بھی شامل کئے اور اس

کا نام ''لب اللباب'' رکھا۔ مقدمہ میں سیوطی کہتے ہیں کہ میں نے ان دونوں (ابن الاثیر اور سمعانی) کی کتابوں میں شامل نہ ہو پانے والے انساب کا احاطہ کیا ہے۔ استدراک اور اضافہ کے لئے اکثر معلومات معجم البلدان سے اخذ کی گئی ہیں۔ یہ کتاب ۸۷۳ھ میں تحریر کی گئی۔(۴۱)

۳۵۔ **جذوة الاقتباس فی نسب بنی العباس : محمد بن محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی الزبیدی البلگرامی (م۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء)**۔(۴۲)

۳۶۔ **سبائک الذهب فی معرفة قبائل العرب: ابو الفوز محمد امین السویدی البغدادی (م۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء)**(۴۳)۔

۳۷۔ **اسماء القبائل وانسابها : معزّ الدین محمد المهدی الحسینی الشهیر بالقزوینی (م۱۳۰۰ھ/۱۸۸۴ء)**(۴۴)

۳۸۔ **معجم قبائل العرب القدیمة والحدیثة:عمر رضا کحاله**۔(۴۵)

مذکورہ بالا کتب میں چند کتابیں ایسی بھی ہیں جو ہر دور میں محققین کے لیے خضرِ راہ بنی رہیں اور کوئی محقق علم الانساب کے حوالے سے ان سے بے نیاز ہوسکتا۔ ان کتابوں میں سب سے پہلی کتاب مشہور نسب دان مصعب الزبیری متوفی (۲۳۶ھ/۸۵۱ء) کی کتاب **نسب قریش** ہے، جو ای۔ لیفی پروونسال(E-Levi Provincal) کی تصحیح و تعلیق کے ساتھ دار المعارف قاہرہ سے ۱۹۵۱ء میں شائع ہوئی۔

تذکرہ نگاروں نے یہ بھی کہا ہے کہ مصعب حدیث کا ثقہ راوی تھا لیکن انساب کے علم اور بالخصوص قریش کے نسب شناس ہونے نے اسے بڑی شہرت دی۔ علم انساب میں اس کی شہرت اپنے معاصر مشہور نساب ابوالمنذر ہشام الکلبی (م۲۰۴/۸۱۹ء) جیسی تھی۔ اور پھر یہ شہرت اور بھی زیادہ ہوگئی جب مصعب کی وفات کے بعد مشہور مؤرخین جیسے طبری، بلاذری اور صحابہ کرام کے مترجمین جیسے ابن عبدالبر وغیرہ نے اس کے قول کو بطور استشہاد ذکر کیا اور انساب کے سلسلے میں بطور حجت اس پر اعتماد کیا بہرحال مصعب زبیری کی کتاب باوجود اختصار و ایجاز کے اسلام کی ابتدائی تاریخ اور سیرت طیبہ کی معلومات کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے اور ایک اہم ماخذ ہے۔

کتاب کے جزء اول میں مندرجہ ذیل عناوین ہیں (۴۶)۔

۱۔ معدّ بن عدنان	۲۔ عدنان کی اولاد
۳۔ معدّ بن عدنان کی اولاد	۴۔ کنانۃ بن خُزیمۃ کی اولاد

۵۔ نضر بن کنانہ کی اولاد ۶۔ عبدالمطلب بن ھاشم کی اولاد
۷۔ عبداللہ بن عبدالمطلب کی اولاد ۸۔ عباس بن عبدالمطلب کی اولاد
۹۔ عبداللہ بن عباس کی اولاد یہاں پر پہلا جز ختم ہو جاتا ہے۔

دوسرا جز معبد بن العباس بن عبدالمطلب کی اولاد کے ذکر سے شروع ہوتا ہے اور اس کے بعد مندرجہ ذیل عنوانات ہیں (۴۷)۔

۱۔ ابوطالب بن عبدالمطلب کی اولاد ۲۔ علی بن ابوطالب کی اولاد
۳۔حسن بن علی بن ابوطالب کی اولاد ۴۔ حسن بن حسن بن علی بن ابوطالب
۵۔ حسین بن علی بن ابوطالب

تیسرا اجزء مندرجہ عنوانات پر مشتمل ہے: (۴۸)

۱۔ علی بن ابوطالب کا بقیہ نسب ۲۔محمد بن علی بن ابوطالب
۳۔ عباس بن علی بن ابوطالب کی اولاد ۴۔ عمر بن علی بن ابوطالب
۵۔ جعفر بن ابوطالب کی اولاد ۶۔ عقیل بن ابوطالب کی اولاد
۷۔حارث بن عبدالمطلب کی اولاد ۸۔ ابولہب بن عبدالمطلب کی اولاد
۹۔ ھاشم بن عبدمناف کی بقیہ اولاد ۱۰۔ عبدالمطلب بن عبدمناف کی اولاد
۱۱۔ عبدشمس بن عبدمناف کی اولاد ۱۲۔ امیہ الاکبر بن عبدشمس کی اولاد
۱۳۔ ابوالعاصی بن امیہ کی اولاد ۱۴۔ عثمان بن عفان کی اولاد

اس سلسلے کی دوسری اہم کتاب احمد بن یحیی البلاذری کی أنساب الأشراف ہے۔اور ڈاکٹر محمد حمیداللہ (م۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء) کی تحقیق کے ساتھ معهد المخطوطات بجامعة الدول العربية اور دارالمعارف، مصر کے اشتراک سے شائع ہوئی ہے۔ڈاکٹر حمیداللہ لکھتے ہیں کہ یہاں یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ ابن سعد (م۲۳۰ھ/۸۴۵ء) اور ابن اسحاق (م۱۵۱ھ/ ۷۶۸ء) کے بعض اقتباسات جو بلاذری نے نقل کئے ہیں وہ ابن سعد (۴۹) کی کتاب الطبقات اور ابن ہشام (م۲۱۳ھ/ ۸۲۵ء)(۵۰) کی کتاب سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ملتے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ بلاذری کی کتاب مذکورہ دو کتابوں کو مکمل کرنے کے لئے بڑا اہم مصدر ہے۔

کتاب أنساب الأشراف کا آغاز حضرت نوح علیہ السلام کے نسب کے ذکر سے ہوتا

ہے۔ پھر عربوں کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے اور عدنان تک نزولی ترتیب سے نسب بیان کیا گیا ہے۔ عدنان شجرہ نسب نبوی میں جد اعلیٰ ہیں۔ پھر عدنان سے نیچے نبی اکرم ﷺ کے اجداد کو ایک ایک کر کے ذکر کیا گیا ہے۔ ہر جد امجد کے متعلق تمام تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اختصار کے ساتھ اس کی اولاد کا ذکر بھی کیا گیا یہاں تک کہ ولادت نبوی کا بیان کتاب کی جلد اول ص ۱۴۱ پر ہوتا ہے اور صرف سیرت طیبہ کا ذکر ۲۳۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد سقیفہ کے معاملہ پر گفتگو کی گئی ہے۔ اور اس کے بعد ایک دفعہ پھر نسب رسول کو صعودی ترتیب سے ذکر کیا گیا ہے۔ جدّ اول حضرت عبدالمطلب کے بیٹوں کا ایک ایک کر کے ذکر کیا گیا ہے۔ پھر ان کے بیٹے اور بیٹوں کے بیٹوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ان سے متعلق مکمل واقعات و روایات ذکر کیے گئے ہیں۔ پھر جدّ ثانی ہاشم کا ذکر ہے اور بنو ہاشم بن عبد مناف کا ذکر چوتھی جلد میں ختم ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد بنی عبد شمس بن عبد مناف کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ اور اس طرح شجرہ رسول ﷺ کو بیان کرتے کرتے النضر کے ذکر تک پہنچتا ہے جسے قریش کا نام دیا جاتا تھا۔ اور پھر قریش کا نسب دسویں جلد میں پہنچ کر ختم ہوتا ہے، اور یہاں پر مؤلف نے کہا: (انقضى نسب قريش) یہاں قریش کا نسب ختم ہوا۔

انساب الأشراف بھی دیگر کتب اسانید کی طرح ایک خبر کو اس کی مختلف روایات کے ساتھ ذکر کرتی ہے، بعض اعلام کے لئے لمبے لمبے تراجم دیئے گئے ہیں، وہ اعلام جو حکام، علماء اور اُدباء میں سے بہت مشہور ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت ابوبکرؓ کا ترجمہ ۲۰ صفحات پر، حضرت عمرؓ کا ترجمہ ۲۷ صفحات پر، حضرت علیؓ کا ترجمہ ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے جبکہ جریر (۵۱) کا ترجمہ ۱۵ صفحات پر، فرزدق (۵۲) کا ترجمہ ۲۰ صفحات پر اور حجاج (۵۳) بن یوسف الثقفی کا ترجمہ ۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب عام کتب انساب سے بھی مختلف ہے۔ مؤلف نسب کو مختصر طور پر بیان نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس نے اہل اقتدار کا تذکرہ کرتے وقت ان کی زندگی کی ابتداء و انتہا بتانے پر اکتفا کیا ہے۔ بلکہ اس ضمن میں اس کا طریقہ و اسلوب دیگر تمام کتب سے منفرد ہے کیونکہ اس نے تاریخ، تراجم، ادب اور انساب کو اکٹھا کر دیا ہے۔ انساب الأشراف ایک اہم تاریخی، ادبی اور تراجم و انساب کا مصدر ہے۔ بلاذری سے ابن عساکر نے اپنی تہذیب (۵۴) میں، الشریف المرتضی نے اپنی کتاب ''الشافی'' (۵۵) میں۔ یاقوت الحموی نے معجم الأدباء (۵۶) میں اور معجم البلدان (۵۷) میں۔ ابن

حجر نے الاصابہ (۵۸) میں، زبیدی نے ''تاج العروس'' (۵۹) میں کئی روایات نقل کی ہیں۔

''جمهرة انساب العرب'' ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی متوفی ۴۵۶ھ/۱۰۶۳ء کی تالیف ہے جو عبدالسلام محمد ہارون کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء میں دارالمعارف مصر سے شائع ہوئی۔

یہ کتاب انساب پر لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے زیادہ وسیع اور تحقیقی معلومات پر مبنی ہے۔ کتاب کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے ابن حزم نے لکھا ہے: ''فجمعنا فی کتابنا هذا تواشُج ارحام قبائل العرب ، وتفرُّع بعضها من بعض ، وذكرنا من أعيانِ كلّ قبيلة مقداراً يكون من وقف عليه خارجاً من الجهل بالانساب ، ومشرفاً على جمهرتها''۔ (۶۰) (چنانچہ ہم نے اپنی اس کتاب میں قبائل عرب کے ارحام کے باہمی رشتوں کی اصول و فروع کو جمع کر دیا ہے اور ہر قبیلہ کے اشراف میں سے اس قدر ذکر کر دیئے ہیں کہ جو شخص ان سے واقفیت حاصل کرلے تو وہ انساب کے بارے میں لاعلمیت کے دائرہ سے نکل آئے گا اور بڑے بڑے انساب سے آگاہی حاصل کرلے گا)۔

مقدمہ جمهرة انساب العرب: ابن حزم نے اپنی کتاب جمهرة انساب العرب میں عربوں کے انساب نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ اور اس کتاب کے مقدمہ میں علم الانساب کی ضرورت اور اہمیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں نہایت مؤثر انداز میں اجاگر کیا ہے۔

انساب کے بیان کے سلسلہ میں ابن حزم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو محور و مرکز کی حیثیت سے ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ وہ اولاد عدنان کے ذکر سے کتاب کی ابتداء کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وبدأنا بولد عدنان ، لأنهم الصريح من ولد اسماعيل الذبيح بن ابراهيم الخليل رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ولأن محمداً رسول الله صلى الله عليه وسلم سيد ولد آدمؑ من عدنان ، وابتدأنا من ولد عدنان بقريش لموضعه عليه السلام منهم، وابتد أنا من قريش بالأقرب فالأقرب منه عليه السلام'' ۔(۶۱) (اور ہم نے اولاد عدنان سے ابتداء کی ہے کیونکہ وہ صریحاً اسماعیل ذبیح بن ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کی اولاد سے ہیں۔ اور سردار اولاد آدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عدنان کی اولاد ہیں۔ اور ہم نے اولاد عدنان میں سے قریش کے ساتھ آغاز کیا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ان قریش میں سے ہیں۔اور پھر قریش میں سے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں ان کا ذکر کیا ہے)۔ جمهرة انساب العرب میں اختصار وایجاز کے ساتھ ساتھ معلومات کے احاطہ کی کوشش کی گئی ہے۔ ابن حزم کو اپنے دور سے پہلے لکھی جانے والی کتب انساب، رجال، تاریخ، تراجم وغیرہ پر مطلع ہونے کا موقع ملا، چنانچہ اس نے ان سب کا لب لباب جمهرة انساب العرب کی شکل میں پیش کیا۔ اس طرح یہ کتاب رجال صحابہ، اشراف آل رسولؐ، اولاد سادات، خلفاء، ابنائے خلفاء اور معروف اصحاب اقتدار کے ذکر کا منفرد مجموعہ ہے۔ انساب کو بیان کرتے ہوئے ابن حزم اہم تاریخی، قبائلی اور ادبی واقعات، ایام عرب، مشہور امثال واخبار بھی پیش کرتا ہے وہ ان سب موضوعات پر خوب تحقیق کرتا ہے۔ اختلافات بھی ذکر کرتا ہے اور نتائج برآمد کر کے حکم صادق بھی لگاتا ہے۔ اس طرح یہ کتاب دیگر کتب انساب کی طرح محض خشک معلومات پر مشتمل نہیں بلکہ تاریخی ادبی اور دینی معلومات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قاری کی دلچسپی برقرار رکھتی ہے۔ جمهره ابن حزم کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ ابن حزم نے اندلس اور مغرب میں آباد ہونے والے عرب قبائل کا ان کے اصلی مشرقی اجداد کے ساتھ تعلق وربط بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے قدیم علاقوں اور شہروں کا تعارف اور نو آبادیوں کا تعارف بھی دیا ہے اس لحاظ سے یہ ایک اہم دستاویز ہے۔

اس کے بعد ابن حزم نے قحطان اور عدنان کی مفاخرت پر بات کی ہے۔ اور یہی دونوں قبیلے تمام عرب قبائل کی اصل ہیں۔ کیونکہ تیسری اصل قبیلہ قضاعہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ کبھی اسے عدنان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور کبھی قحطان کی طرف (۶۲)۔ اس فصل کے خاتمہ میں ابن حزم نے عدنانیوں کو قحطانیوں پر بایں الفاظ فضیلت دی ہے: ''ویظهر فضل عدنان ظهوراً لاخفاء به'' (۶۳) (اور عدنان کی فضیلت اس طرح ظاہر ہو جاتی کہ اس میں کوئی اخفاء باقی نہیں رہتا) بعد ازاں ابن حزم نے عربوں کے مذاہب اور بتوں کے بارے میں ایک فصل تحریر کی ہے۔ (۶۴) اس کے بعد بربر کے نسب کے بارے میں بڑی اہم دستاویز تیار کی ہے اور بعد کے علماء نسب کے لیے اس قوم کے انساب کے بارے میں معلومات کا ایک اہم مآخذ ہے (۶۵)۔

چھٹی صدی ہجری میں تالیف کی گئی کتب انساب میں ''کتاب الانساب' امام ابو سعد عبدالکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی متوفی ۵۶۲ھ/۱۱۶۷ء کی تالیف بہت اہم ہے۔ یہ کتاب الشیخ عبدالرحمن بن یحی المعلمی کی تصحیح وتعلیق کے ساتھ پہلی دفعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، ہندوستان سے ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء میں طبع ہوئی۔

سمعانی نے ایک طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں علم الانساب کی دیگر علوم میں اہمیت کو قرآن وحدیث کی نصوص سے ثابت کیا ہے۔انساب کی تعلیم اور معرفت کے بارے میں طویل گفتگو کی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب دیا ہے اور پھر بنو ہاشم کا نسب، قریش کا نسب، عربوں کا نسب، مضر کا نسب، اولاد قحطان، کھلان، قضاعۃ اور پھر متفرق قبائل کے انساب ذکر کیے ہیں ۔اسی طرح ایک فصل ان قبائل عرب کے بارے میں دی ہے جن کو حقارت و کمینگی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔سمعانی قبائل کی جان پہچان اور انساب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكان علم المعارف والأنساب لهذه الأمة من اهم العلوم التى وصفها الله سبحانه وتعالى فيهم على ما قال الله تعالى: "يا ايها الناس انا خلقناكم من ذكر و انثى وجعلناكم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم عندالله اتقاكم"۔(٦٦)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی قصواء پر طواف کیا تا کہ تمام ارکان اپنے عصا کے ساتھ استلام کر سکیں۔ چنانچہ آپ نے مسجد میں اونٹنی بٹھانے کے لیے جگہ نہ پائی۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں پر بیٹھ گئی۔ پھر وہ اسے نکال کر وادی کے درمیان میں لے گئے اور اسے وہاں بٹھایا۔ پھر آپ نے لوگوں کو اپنی اونٹنی پر ہی خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباؤ اجداد پر فخر کرنا دور کر دیا ہے۔ بے شک اب لوگ دو طرح کے ہیں: ایک نیک اور متقی جو اللہ کے ہاں معزز ہے دوسرا: گناہگار بدبخت جو اللہ کے نزدیک حقیر ہے۔ پھر فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شعوب وقبائل بنایا تا کہ تم باہمی تعارف کرو۔ بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ پھر فرمایا میں اپنی یہی بات کہتا ہوں اور اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں" ۔(٦٧)سمعانی انساب کی جان پہچان (انساب شناسی) کو اللہ کی عظیم نعمت قرار دیتا ہے۔ وہ انساب کے مختلف ہونے کو زبانوں کے اختلاف اور شکلوں اور رنگوں کے اختلاف کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے(٦٨): **"ومعرفة الأنساب من اعظم النعم التى اكرم الله تعالى بها عباده لأن تشعب الأنساب على افتراق القبائل والطوائف احد الأسباب الممهدة لحصول الأئتلاف وكذلك اختلاف الألسنة والصور وتباين الألوان والفطر على ما قال**

تعالی: ﴿واختلاف السنتکم وألوانکم﴾ "۔(۶۹) اس کے بعد سمعانی نے انساب کی تعلیم ومعرفت کے لیے ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے۔"فی الحث علی تعلیم الأنساب ومعرفتھا" اس فصل میں اس نے انساب شناسی کی اہمیت کے حوالے سے کئی احادیث نقل کی ہیں۔

"اللباب فی تھذیب الأنساب" : عز الدین ابن الاثیر الجزری متوفی ۶۳۰ھ/۱۲۳۳ء کی اہم تالیف ہے جو مکتبة القدسی ، القاھرہ سے ۱۳۵۷ھ میں شائع ہوئی۔

کتاب "اللباب فی تھذیب الأنساب " کا آغاز ایک طویل خطبہ سے ہوتا ہے۔ سبب تالیف کا ذکر کرتے ہوئے مؤلف کہتے ہیں:"فإنّی رایتُ العلم بالأنساب داثراً والجھل به ظاھراً ، وھو ممّا یحتاج طالب العلم إلیه، ویضطرّ الراغب فی الأدب والفضل إلی التعویل علیه. وکثیراً مارأیت نسباً إلی قبیلة أو بطن أو جدّ أو بلد أو صناعة أو مذھب أو غیر ذلک وأکثرھا مجھول عند العامة غیر معلوم عند الخاصة فیقع فی کثیر منه التصحیف ویکثر الغلط والتحریف"۔(۷۰) "بے شک میں نے انساب کے علم کو مٹتا ہوا اور جہالت کو اس پر غلبہ پاتے ہوئے دیکھا۔ جبکہ یہ ایسا علم ہے کہ طالب علم کو اس کی ضرورت ہوتی ہے اور ادب وفضل میں رغبت رکھنے والا اس پر انحصار کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ میں نے اکثر نسب کسی قبیلے، ذات، دادا، شہر، پیشہ اور مذہب وغیرہ کی طرف منسوب دیکھے ہیں۔ جن میں سے اکثر کے بارے میں عامة الناس بے خبر ہیں اور خواص کو بھی معلوم نہیں ہیں۔ چنانچہ ان میں سے اکثر میں تصحیف وقوع پذیر ہوتی ہے اور غلطی وتحریف بھی کثرت سے ہوتی ہے"(۷۱)۔

ابن الاثیر نے اس کتاب کے مقصود ومطلوب کو گیارہ نکات کے تحت ذکر کیا ہے۔(۷۲)

الغرض ابن الاثیر کی کتاب "اللباب فی تھذیب الانساب " اگرچہ سمعانی کی کتاب الانساب کا خلاصہ واختصار ہے، تاہم ابن الاثیر نے نہ صرف اسے ایک نئی ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے بلکہ کئی جگہوں پر معلومات کا استدراک کیا ہے۔ سمعانی کی لغزشِ قلم پر تنبیہ کی ہے اور بہت سی معلومات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ بلاشبہ "اللباب فی تھذیب الانساب " موضوع ومعلومات کے لحاظ سے ایک مستند ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔

"نھایة الارب " احمد بن علی بن احمد الفزاری القلقشندی کی مشہور واہم کتاب ہے۔ قلقشندی مصر کے معروف ادیب ومحقق تھے ۔ قاہرہ کے قریب قلقشندہ میں ۷۵۶ھ/ ۱۳۵۵ء میں ولادت ہوئی۔ ان کے آباء واجداد اور اولاد میں بڑے فاضل وعالم لوگ

تھے۔ ۸۲۱ھ/ ۱۴۱۸ء میں قاہرہ میں وفات پائی۔ نهاية الارب کو ابن الاثیر نے ایک مقدمہ، مقصد اور خاتمہ پر ترتیب دیا ہے۔ مقدمہ پانچ فصول پر مشتمل ہے۔ مقصد دو فصلوں پر اور خاتمہ پانچ فصول پر مشتمل ہے جن میں قلقشندی نے علم الانساب اور اس کے فوائد ذکر کرنے کے بعد ''عرب'' کے نام کی وضاحت کی اور عربوں کی اقسام کو بیان کیا ہے۔ انساب کے طبقات کا تعارف بھی کرایا ہے اور عربوں کے قدیم مساکن کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد شجرہ نسب نبوی اور اس سے نکلنے والے انساب بیان کئے ہیں۔ عرب قبائل کا تفصیل کے ساتھ تعارف کرایا ہے اور ان تمام قبائل کو حروف تہجی کے اعتبار سے درج کیا ہے تا کہ قبائل کا استخراج آسان ہو۔ قبائل کے درمیان وقوع پذیر ہونے والی اہم جنگوں کے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اسواقِ عرب کا تعارف بھی درج کیا ہے۔ یہ کتاب ۴۷۲ صفحات پر مشتمل ایک جلد میں ابراہیم ابیاری کی تحقیق کے ساتھ قاہرہ سے ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی۔ (۷۳)

سبائک الذهب فی معرفة قبائل العرب، مشہور عراقی عالم **ابو الفوز محمد امین بن علی بن محمد سعید السویدی البغدادی** متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء (۷۴) کی تالیف ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں مؤلف نے وجہ تالیف اس طرح بیان کی ہے: **''لما کان الکتاب المسمی "نهاية الأرب فی معرفة انساب العرب" تالیف القلقشندی ...... من أحسن ما ألف فی علم الأنساب ، مرتبة علی حروف المعجم ...... أحببت أن أجعله علی ترتیب مخالف لترتیبه وذلک بأن أوصل آخر القبائل بأوائلها بخطوط تمتدّ من الآباء إلی أبنائها ، وأضع کل اسم فی ضمن دائرة تحیط به ، وما ذکره علی القبائل من التفصیل والبیان أذکره بین الخطوط مبیّنا له أتمّ بیان ...... وقد حذفت منه شیئاً یسیراً وزدت علیه کلاماً کثیراً ، وقد ألحقت به أنساب بعض الملوک وغیرهم ، وابتدأ الأنساب من آدم أبی البشر لتکثر فائدته ویعم نفعه ''۔**
(۷۵) (چونکہ قلقشندی کی کتاب ''**نهاية الارب فی معرفة انساب العرب**'' علم الانساب پر لکھی جانے والی عمدہ کتابوں میں سے ہے اور حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کی گئی ہے...... اس لئے میں نے پسند کیا کہ میں اس کو نئے سرے سے مرتب کروں اور قبائل کے اواخر کو اوائل سے ایسی تاروں کے ذریعے ملاؤں جو آباء سے ابناء تک پھیلی ہوئی ہوں اور ہر نام کو ایک ایسے دائرہ میں رکھوں جو اس کا احاطہ کئے ہوئے ہو، اور قبائل کی جتنی تفصیل و وضاحت اس نے ذکر کی ہے میں ان کی مکمل وضاحت ذکر کروں...... میں نے اس کتاب سے کچھ معمولی اشیاء حذف بھی کی ہیں اور اس میں بہت

زیادہ اضافہ بھی کیا ہے اور اس میں چند سلاطین کے انساب شامل کئے ہیں اور ابتداء ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے کی ہے تا کہ فائدہ کثیر اور منفعت عام ہو)۔

یہ کتاب ایک جلد میں مکتبہ تجاریہ مصر سے شائع ہوئی۔ بعد ازاں ۴۶۸ صفحات پر مشتمل ایک جلد میں کامل مصطفی الهنداوی کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب العلمیہ، بیروت سے ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی۔

اس سلسلہ کتب انساب کی آخری کتاب **معجم قبائل العرب القديمة والحديثة** ہے۔ اس معجم کو مشہور محقق عمر رضا کحالہ نے حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کیا ہے۔ ۱۲۸۷ صفحات پر مشتمل یہ معجم تین جلدوں میں دارالعلم للملایین بیروت سے ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی۔ مؤلف اپنی اس معجم کی اہمیت وافادیت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''**معجمنا هذا المسمى بـ"معجم قبائل العرب القديمة والحديثة" الذى نقدمه للقراء ، هو أحد تلك المعاجم التى تعين المؤلفين والباحثين على الدرس والتنقيب، وترشدهم بسهولة إلى مطلبهم دون أن يتكبّدوا عناء عظيماً، أو يضيّعوا وقتاً طويلاً**''۔(۷۶) (ہماری یہ معجم قبائل العرب القدیمۃ والحدیثۃ جسے ہم قارئین کے لئے پیش کر رہے ہیں، یہ ان معاجم میں سے ہے جو مؤلفین اور محققین کے لئے مطالعہ و تحقیق میں معاون ہیں اور انہیں ان کے مقصود تک زیادہ مشقت اور ضیاع وقت کے بغیر پہنچاتی ہیں) مؤلف نے اس کتاب کی معلومات کا تعارف بایں الفاظ درج کیا ہے: ''**يبحث معجمنا فى القبائل العربية وأفخاذها ، قبل الاسلام وبعده، إلى عصرنا هذا ، فى نجد و الحجاز واليمن وحضرموت وعمان والعراق ومصر وسورية ولبنان وفلسطين وشرقى الاردن وافريقية الشمالية وغيرها من البلدان العربية والإسلامية**''۔(۷۷)(ہماری یہ معجم عرب قبائل و اقوام کے بارے میں تحقیق پیش کرتی ہے جو اسلام سے پہلے اور بعد میں ہمارے آج کے دور تک نجد، حجاز، یمن، حضرموت، عمان، عراق، مصر، شام، لبنان، فلسطین، مشرقی اردن، شمالی افریقہ جیسے دیگر عربی و اسلامی ممالک میں موجود ہیں)۔ اس معجم میں نہ صرف قبائل کا تعارف درج کیا گیا ہے بلکہ ان کے اصول و فروع اور ان کے مساکن، پہاڑ، وادیاں، چشمے اور مکمل تاریخ بھی ذکر کی گئی ہے۔ اس معجم کا ایک اور امتیاز یہ ہے کہ تمام معلومات کو دلائل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور ان کے مراجع و مصادر کو حواشی میں ذکر کیا گیا ہے اور معجم کے آخر میں مصادر و مراجع کی ایک مکمل فہرست بھی درج کی گئی ہے۔ عمر رضا کحالہ کی یہ کاوش موجودہ دور میں

محققین و باحثین کے لیے انتہائی معاون ہے۔ جدید منہج و اسلوب سے مزین یہ معجم اعلیٰ تحقیقی و علمی معیار کے مطابق تالیف کی گئی ہے۔ یہ کتاب دراصل اپنے موضوع کے لحاظ سے تمام قدیم و جدید کتب کی معلومات کا احاطہ کرتی ہے اور معلومات کے بنیادی مصادر و مآ خذ کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کتب انساب، سیرت طیبہ کے مطالعہ کے لئے بہت اہم ماخذ و مرجع ہیں۔ اور اس کا واضح و بین ثبوت یہ ہے کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں اڑتیس (۳۸) کتابوں کا تعارف پیش کیا ہے، جن میں ہر کتاب میں سیرۃ طیبہ کے متعلق مفصل و مدلل مواد موجود ہے۔ اور بہت سا مواد سیرت و تاریخ کی عام کتابوں سے مختلف ہے۔ اور پھر ان میں آٹھ اہم ترین اور بنیادی کتابوں کا تفصیلی تعارف پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً مصعب الزبیری نے کئی ایسی معلومات درج کی ہیں جو آج تک کسی اور کتاب میں میسر نہیں، البتہ مصعب الزبیری کے حوالہ ہی سے کئی دوسرے مؤرخین نے نقل کی ہیں۔ یہ کتاب باوجود اختصار و ایجاز کے اسلام کی ابتدائی تاریخ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آباء و اجداد کے حالات کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے، اور اسی طرح خلفائے راشدین کی خاندانی و نسبی تاریخ کے سلسلے میں بہت مستند اور اہم ماخذ ہے۔ بلاذری کی کتاب ''انساب الأشراف'' کی پہلی جلد مکمل طور پر سیرت طیبہ کے بارے میں ہے۔ بلاذری نے ابن سعد اور ابن اسحاق سے بعض ایسے اقتباسات نقل کئے ہیں جو ابن سعد کی الطبقات الکبری اور ابن ہشام کی السیرۃ النبویہ میں نہیں ملتے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ بلاذری کی کتاب مذکورہ دونوں کتابوں کو مکمل کرنے کے لئے بڑا اہم مصدر ہے۔

ابن حزم نے ''جمهرة انساب العرب'' میں انساب کے بیان کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو محور و مرکز کی حیثیت سے ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ انہوں نے کتاب کی ابتداء اولاد عدنان سے کی ہے کیونکہ وہ صریحاً اسماعیل ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کی اولاد سے ہیں، اور سردار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عدنان کی اولاد ہیں۔ پھر اولاد عدنان میں سے قریش اور قریش میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریبی اجداد کا ذکر کیا ہے۔

ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کتب انساب میں سیرت طیبہ کے بارے میں بڑی مستند، وقیع اور منفرد معلومات درج ہیں، اور یہ کتابیں اس قابل ہیں کہ ان کو مطالعہ و تحقیق کا موضوع بنایا جائے۔

☆☆☆☆

حواشی

۱۔ ابن سعد، محمد الزهري: الطبقات الكبرى: دار صادر بیروت ۱۹۷۰ء، ج۲،ص ۱۶۵
۲۔ ابن خلكان، احمد بن محمد البر مكي: وفيات الاعيان، دار الثقافة بيروت ۱۹۷۲ء، ج۲،ص ۱۳۰
۳۔ الزر كلى ، خير الدين: الاعلام، دار العلم للملایین بیروت ۱۹۶۸ء، ج۷،ص ۲۴۸۔
۴۔ حاجى خليفه، مصطفى بن عبد اللّٰه: كشف الظنون، مکتبۃ المثنی بغداد، ۱۹۴۱ء، ج۱، ص ۱۳۴۔
۵۔ السخاوى، شمس الدين: الضوء اللامع، مكتبة القدسى، القاهرة ۱۳۵۴ھ، ج۲،ص ۲۸۶۔
۶۔ السيوطى، جلال الدين عبد الرحمن: بغية الوعاة ، مطبعة عيسى البابى الحلبى، مصر، ص ۶۹۔ ابن النديم، ابو الفرج محمد بن اسحاق: الفهرست: المكتبة التجارية الكبرى مصر، ۱۳۴۸ھ، ص ۱۰۶
۷۔ السمعانى، عبد الكريم: الانساب: دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد دكن، ۱۹۶۲ء، ص ۳، ۴.
۸۔ ابن حزم، على بن احمد: جمهرة انساب العرب: دار المعارف مصر ۱۹۶۲ء،ص ۲۹۹۔
۹۔ ابن خلدون، عبد الرحمن: مقدمة ابن خلدون: الفیصل ناشران لاہور ۱۹۹۲ء، ج۲،ص ۲۶۲۔
۱۰۔ السهيلى، عبد الرحمن: الروض الأنف: دار الكتب العلمية بيروت، ج۱،ص ۵۔
۱۱۔ حاجى خليفه ، كشف الظنون: ۱/۱۷۹۔ الزر كلى ، الاعلام: ۷/۲۴۸۔
۱۲۔ ابن حبيب، ابو جعفر محمد: المحبّر: وزارۃ المعارف العربیۃ السعودیۃ،ص ۵۰۳۔۵۲۰۔
۱۳۔ الخطيب البغدادى، ابو بكر احمد بن على: تاريخ بغداد: مکتبۃ السعادۃ مصر، ج۸،ص ۴۶۷۔
۱۴۔ سر كيس، يوسف اليان: معجم المطبوعات العربية: مطبعۃ سرکیس مصر ۱۹۲۸ء،ص ۵۸۴۔
۱۵۔ ابن حجر، شهاب الدين: لسان الميزان: مجلس دائرہ المعارف النظامیۃ دکن، ج۵،ص ۴۳۰۔
۱۶۔ حاجى خليفه ، كشف الظنون: ۱/۱۸۰۔ الحموى، معجم الأدباد: ۳/ ۹۔ السيوطى ، بغية الوعاة :ص ۲۱۷۔
۱۷۔ الذهبى، شمس الدين محمد بن احمد: تذكرة الحفاظ: مطبعۃ معارف النظامیۃ حیدر آباد دکن، ج۳،ص ۶۷
۱۸۔ طاش كبرى، احمد بن مصطفى: مفتاح السعادة: مطبعۃ دائرۃ معارف النظامیۃ حیدر آباد دکن، ج۱،ص ۱۸۴۔

۱۹۔ ابن الاثیر، علی بن محمد: الکامل: دارصادر بیروت ۱۹۸۳ء، ج ۸، ص ۲۲۴۔

۲۰۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان: ۱/ ۳۴۰۔ العسقلانی، لسان المیزان: ۴/ ۱۹۸۔

۲۱۔ جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ: مصر ۱۹۱۴ء، ج ۳، ص ۶۶۔

۲۲۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد: میزان الاعتدال: مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۹۲۵، ج ۳، ص ۷۵۔

۲۳۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون: ۱/ ۱۷۹۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان: ۱/ ۲۷۔

۲۴۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون: ۱/ ۱۸۰۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان: ۱/ ۵۱۔

۲۵۔ السبکی، تاج الدین: طبقات الشافعیۃ: المطبعۃ الحسینیۃ القاھرۃ، ج ۴، ص ۲۵۹۔

۲۶۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون: ۱/ ۱۸۰۔ ۲۷۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون: ۱/ ۱۸۰۔

۲۸۔ الزرکلی، الاعلام: ۷/ ۱۱۹۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان: ۱/ ۴۸۸۔

۲۹۔ الزبیدی، محمد مرتضی الحسینی البلگرامی: تاج العروس: المطبعۃ الخیریۃ مصر، ج ۹، ص ۱۶۹۔

۳۰۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون: ۲/ ۱۵۴۰۔ الزرکلی، الاعلام: ۱/ ۲۱۷۔

۳۱۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان: ۱/ ۳۴۷۔ طاش کبری زادہ، مفتاح السعادۃ: ۱/ ۲۰۶۔

۳۲۔ ابن العماد، ابو فتح عبدالحی: شذرات الذھب: مکتبۃ القدسی مصر، ج ۵، ص ۲۲۶۔

۳۳۔ السیوطی، بغیۃ الوعاۃ: ص ۴۲۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون: ۱/ ۱۸۰۔

۳۴۔ ابن تغری، جمال الدین یوسف: النجوم الزاھرۃ: وزارۃ الثقافۃ مصر، ج ۷، ص ۲۵۲۔

۳۵۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون: ۲/ ۱۱۴۲۔ القلقشندی، صبح الاعشی: ۵/ ۳۳۔ السخاوی، الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ: ص ۱۳۴۔ جرجی زیدان، آداب اللغۃ: ۳/ ۲۰۴۔

۳۶۔ السخاوی، الضوء اللامع: ۲/ ۲۸۶۔ الزرکلی، الاعلام: ۱/ ۳۰۸۔

۳۷۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون: ۱/ ۱۸۰۔ السخاوی، الضوء اللامع: ۲/ ۸۔ جرجی زیدان، آداب اللغۃ: ۳/ ۱۳۳۔

۳۸۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون: ۲/ ۱۲۳۔ ۳۹۔ محولہ بالا: ۱/ ۱۷۹

۴۰۔ البغدادی، ھدیۃ العارفین: ۲/ ۲۱۶۔ الزرکلی، الاعلام: ۶/ ۲۸۹۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون: ۱/ ۱۸۰۔

۴۱۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون: ۱/ ۱۷۹۔ جرجی زیدان، آداب اللغۃ: ۲/ ۲۲۸۔ ابن العماد، شذرات الذھب: ۸/ ۵۱۔

۴۲۔ الزرکلی، الاعلام: ۷/ ۷۰۔ جرجی زیدان، آداب اللغۃ: ۳/ ۲۸۸۔

۴۳۔ الزرکلی، الاعلام :۶/۴۲۔ یہ کتاب ایک جلد میں مکتبہ تجاریہ مصر سے شائع ہوئی۔ بعدازاں دوسرا ایڈیشن دار الکتب العلمیہ، بیروت سے کامل مصطفی الهنداوی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔

۴۴۔ یہ کتاب ایک جلد میں دار الکتب العلمیہ بیروت سے کامل سلمان الجبوری کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء میں شائع ہو چکی ہے۔

۴۵۔ یہ کتاب تین جلدوں میں دار العلم للملایین، بیروت سے ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی

۴۶۔ مصعب الزبیری، کتاب نسب قریش: ص ۳۔ ۴۷۔ محولہ بالا: ص ۳۷-۶۶۔

۴۸۔ مصعب الزبیری، کتاب نسب قریش: ص ۷۱-۱۰۶۔

۴۹۔ ابن سعد کا اصل نام محمد الزہری ہے۔ وہ محدث، حافظ، مؤرخ ہیں۔ بصرہ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۲۳۰ھ/ ۸۴۵ء میں وفات پائی۔ مشہور مؤرخ واقدی کے مصاحب رہے اور کاتب واقدی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ان کی مشہور تالیف ''کتاب الطبقات الکبری'' ہے۔ (الزرکلی، الاعلام، ۶/۱۳۶)

۵۰۔ ابن هشام، عبدالملک الحمیری اولین مؤرخین میں سے ہیں۔ بصرہ میں ولادت ہوئی اور قاہرہ میں ۲۱۳ھ/ ۸۲۵ء میں وفات پائی۔ انہوں نے ''سیرة الرسول'' لکھی جو اولین مآخذ سیرت میں سے ہے۔ (الزرکلی، الاعلام: ۴/۱۶۶)۔

۵۱۔ ابوحزرہ جریر بن عطیه بن حذیفة الخطفی بن بدر الکلبی الیربوعی۔ قبیلہ تمیم سے تعلق رکھنے والا عہد بنی امیہ کا بہت بڑا غزل گو اور ہجو گو شاعر تھا۔ یمامہ کے صحراء میں ۲۸ھ/ ۶۴۰ء میں پیدا ہوا۔ تمام عمر فرزدق اور اخطل کے ساتھ شعری معرکہ برپا رکھا، اس کی یہ شاعری نقائص کی شکل میں طبع ہو چکی ہے۔ ۱۱۰ھ/ ۷۲۸ء میں یمامہ میں وفات پائی (ابن قتیبه، عبد الله بن مسلم الدینوری: الشعر و الشعراء: مصر ۱۹۳۲ء، ص ۱۷۹)

۵۲۔ هَمّام بن غالب بن صعصعه التمیمی الدارمی، ابو فراس، المعروف به الفرزدق۔ بصرہ کا مشہور اموی شاعر جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اگر فرزدق کی شاعری نہ ہوتی تو ایک تہائی عربی زبان ختم ہو جاتی اور اگر فرزدق کی شاعری نہ ہوتی تو لوگوں کے نصف حالات ختم ہو جاتے۔ جریر و اخطل کے ساتھ اس کے شاعری معرکے معروف ہیں۔ اس نے ایک سو برس عمر پائی اور ۱۱۰ھ/ ۷۲۸ء میں بصرہ میں وفات پائی۔ (ابو زید القرشی، محمد بن ابی الخطاب: جمهرة اشعار العرب: بولاق القاهرة ۱۳۰۸ھ، ص ۱۶۳)

۵۳۔ الحجاج بن یوسف بن الحکم الثقفی۔ اپنی قائدانہ صلاحیتوں، خطابت، ہوشیاری اور سفاکی میں مشہور ہوا۔ ۴۰ھ/ ۶۶۰ء میں طائف میں ولادت ہوئی۔ عہد شباب میں شام منتقل

ہوگیا، عبدالملک نے اپنا سپہ سالار بنایا اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھ جنگ کا حکم دیا۔ وہ مکہ، مدینہ اور عراق کا گورنر رہا۔ امام ذھبی نے کہا ہے: '' له حسنات مغمورة فى بحر ذنوبه'' اس کی بہت ساری نیکیاں ہیں جو اس کے گناہوں کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ واسط میں ۹۵ھ/۷۱۴ء میں وفات پائی۔ (ابن حجر، شهاب الدين: تهذيب التهذيب: دائرة المعارف النظامية حيدر آباد دكن ۱۳۲۶ ھ، ج۲، ص۲۱۰)

۵۴۔ ابن عساكر ،تاريخ مدينة دمشق :۳/۲۵۰۔۵/۶۶۔ج۶/۱۱۔

۵۵۔ الشريف المرتضى، على بن حسين: الشافى فى الإمامة: ایران ۱۳۰۱ھ، ص ۱۹۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۳۹۔

۵۶۔ الحموى ، معجم الأدباء (ترجمہ هشام بن محمد الكلبى)۔

۵۷۔ الحموى ، معجم الأدباء: مادہ: غزه ، الهرم۔

۵۸۔ ابن حجر العسقلانى ،الإصابة:۱/۸۲۴۔۸/۲۹۔

۵۹۔ الزبيدى ،تاج العروس :۱/۲۳۴ (مادہ: حشب:۱/۳۱۶ (مادہ: شرعب):۲/۶ (مادہ: بحرج)۔

۶۰۔ ابن حزم ،جمهرة انساب العرب: ص۶ ۶۱۔ ابن حزم ،جمهرة انساب العرب :ص۶۔

۶۲۔ محولہ بالا: ص۴۸۷۔۴۹۰۔ ۶۳۔ محولہ بالا: ص۴۹۰۔

۶۴۔ محولہ بالا: ص۴۹۱۔۴۹۴۔ ۶۵۔ محولہ بالا: ص۴۹۵۔۵۰۲۔

۶۶۔ السمعانى ، كتاب الانساب:۱/۱۸۔ ۶۷۔ محولہ بالا:۱/۱۸۔

۶۸۔ محولہ بالا:۱/۱۸۔ ۶۹. القرآن ، الروم : ۲۲۔

۷۰۔ اللباب فى تهذيب الانساب، ج ۱، ص ۷ ۷۱۔ محولہ بالا:۱/۷۔

۷۲۔ محولہ بالا:۱/۹۔

۷۳۔ محمد عجاج الخطيب،لمحات فى المكتبة والبحث والمصادر، مؤسسة الرسالة ، بيروت ۱۹۸۳ء: ص۲۸۷۔

۷۴۔ الزركلى، الاعلام :۶/۴۲۔

۷۵۔ السويدى، محمد امين البغدادى: سبائک الذهب: دار الكتب العلمية بيروت ۲۰۰۵ء، ص ۵۔

۷۶۔ كحالة ،معجم قبائل العرب القديمة والحديثة ، دار العلم للملايين ، بيروت ۱۹۶۸ء: ص۲۔

۷۷۔ كحاله ،معجم قبائل العرب القديمة والحديثة :ص۳۔